۲ ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ / 30 مئی 2025ء

جو عقل کا غلام ہو
وہ دل نہ کر قبول

(قربانی سے متعلق پھیلائے جانے والے عقلی شبہات کا ردّ... مع مسائلِ قربانی واحکامِ عشرۂ ذوالحجہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔[الاحزاب 36:33]

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کو دیگر مخلوقات سے افضل و برتر پیدا فرمایا، اِسے نہایت عمدہ صورت، موزوں قد و قامت سے نوازا اور قوّتِ گویائی کا اِعزاز عطا فرمایا، مزید یہ کہ عقل و شعور دے کر صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا۔

عقلِ انسانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، حتّٰی کہ جسمانی طور پر کمزور انسان اِس عقل کے ذریعے اتنی بڑی بڑی چیزوں کو مُسَخَّر کرلیتا ہے کہ اُس کی اپنی عقل بھی حیران رہ جاتی ہے۔

کسی بھی چیز سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اُس شے کو اُس کی حد میں رکھا جائے اور اُس کا صحیح استعمال کیا جائے... اگر کسی مفید چیز کو اُس کی حد سے بڑھایا جائے یا اُس کا غلط استعمال کیا جائے تو وہ فائدہ مند ہونے کے بجائے نقصان دہ بن جاتی ہے۔ عقل کی بھی یہی صورتِ حال ہے... اگر انسان اِسے اِس کی حیثیت میں رکھتے ہوئے صحیح طرح سے استعمال کرے تو یہ دُنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے، لیکن اگر اِسے حد سے بڑھائے اور غلط استعمال کرے تو بندہ دونوں جہان میں سخت شرمندگی کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

ربّ تعالیٰ نے انسان کو عقلِ سلیم عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ اِس کی راہ نمائی کے لیے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کو مبعوث فرمایا اور دین و شریعت سے نوازا... اگر انسان کی عقل کہیں ٹھوکر کھائے اور وہ بے عقلی کر کے اُسے عقل مندی کا نام دینے لگے تو دین و شریعت راہ نمائی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ حقیقت میں "عقل مندی" کیا ہے! چنانچہ "عقل کی حد" یہ ہے کہ اُسے دین و شریعت کے تابع رکھ کر اُس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اگر کوئی شخص "عقل پرست" بنے... وہ اپنی عقل کو ہی سب کچھ سمجھ لے اور جو بات اُس کی کمزور عقل میں نہ آئے اُسے ماننے سے انکار کر دے تو وہ نرا بے عقل ہے۔

ہمارے دَور کے بڑے فتنوں میں سے ایک "عقل پرستی" بھی ہے۔ کئی لوگ شرعی احکام پر اعتراضات کرتے ہیں؛ صرف اِس لیے کہ احکام کی حکمتوں تک اُن کی ناقص عقلوں کی رسائی نہیں ہوتی۔ ماہِ ذوالحجہ قریب آتے ہی قربانی کے حوالے سے اُن کی زبانیں دراز ہونے لگتی ہیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو وساوِس میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن و سنّت کی نصوص اور بزرگانِ دین کی سیرتوں، خصوصًا خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کی مبارک زندگی سے سبق ملتا ہے کہ بندۂ مومن کا کام اپنے ربّ کے حکم کے سامنے گردن کو جھکا دینا ہے، اگر اُس کی حکمت معلوم ہو جائے تو اچھی بات ہے اور سمجھ میں نہ آئے تو بھی انکار یا ترک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آج اِسی حوالے سے کچھ باتوں کا ذکر ہو گا۔

عقل کی اہمیت اور اُس کی حیثیت

قرآن وسنّت میں عقل سے کام لینے اور اِس کے ذریعے قدرتِ الٰہیّہ میں غور وفکر کر کے ربّ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، اِس کے ساتھ ساتھ عقل کا درست استعمال نہ کرنے والوں کی شدید مذمّت بھی فرمائی گئی ہے۔

عقل کو استعمال کرنے کی ترغیب: متعدد آیاتِ کریمہ میں خالقِ کائنات نے اپنی عظیم نشانیاں بیان کر کے فرمایا: اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ "بلاشبہ اِس میں عقل سے کام لینے والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔"

(دیکھیے: الرعد 13:04۔ النحل 16:12۔ الروم 30:24)

قرآنِ حکیم تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے، مگر کیا حکمت ہے کہ فرمایا: "عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں"؟ مفسرین نے لکھا: نشانیاں سب کے سامنے ہیں، مگر اُن سے فائدہ تمام لوگ نہیں اُٹھاتے، فائدہ فقط اُنہی کو ہوتا ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری آیتِ کریمہ میں ہے: وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ "عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔" [البقرۃ 2:269]

عقل سے کام نہ لینے کی مذمت: فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ "کسی بھی شخص کے بس میں نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ (کفر وگمراہی کی) نَجاست اُنہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو استعمال نہیں کرتے۔" [یونس 10:100]

عقل کا شریعت کے تابع ہونا: عقل سے کام لینے کے اِن واضح احکام کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی فرما دیا گیا ہے کہ عقل دین وشریعت کے تابع ہے اور سمجھ نہ آنے کا بہانہ بنا کر کسی شرعی حکم کو چھوڑنے کی اجازت ہرگز نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔۔۔ یعنی "کسی بھی مسلمان مَرد اور عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرما دیں تو اُنھیں اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی ہو۔"
- وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا۔ "جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم نہ مانے تو بے شک وہ صریح گمراہی میں بھٹک گیا۔" [الاحزاب 33:36]

مسلمانوں کی تربیت کرتے ہوئے ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ "جب مسلمانوں کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جائے؛ تاکہ رسولِ کریم اُن کے درمیان فیصلہ فرما دیں تو اُنھیں یہی کہنا چاہیے کہ ہم نے سُنا اور اِطاعت کی۔" [النور 24:51] بقولِ اقبال:

گزر جا عقل سے آگے؛ کہ یہ نور — چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے

محبوبانِ خدا کا عقل کو شریعت پر قربان کرنا

قرآن وسنّت کا گہرا علم رکھنے والے اور بارگاہِ الٰہی میں درجۂ محبوبیّت پانے والے اپنی عقلوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام پر یوں قربان کرتے ہیں کہ اُن کی باتیں جان کر عقل دنگ رہ جاتی ہے... جب کہ موجودہ دَور کے ناسمجھ اور بے عمل لوگ شریعت کے احکام کو اپنی ناقص عقلوں کے ترازو پر تولنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت اُمَیَّہ علیہ الرحمہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا: قرآنِ کریم میں مقیم کی نماز اور نمازِ خوف کا ذکر تو ہمیں ملتا ہے (کہ وہ کیسے مشروع ہوئیں)، مگر نمازِ سفر کا ذکر نہیں ملتا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا جواب دیا جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا: يَا ابْنَ أَخِيْ! إِنَّ اللهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ۔ یعنی بھتیجے! ہم تو کچھ بھی نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین سکھانے کے لیے ہماری طرف اپنے حبیب ﷺ کو مبعوث فرمایا؛ لہٰذا ہم ویسے ہی کرتے ہیں جیسے آپ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث:946، رواتہٗ ثقات مدنیّون۔ سنن ابنِ ماجہ:1066)

اگرچہ قرآنِ کریم میں نمازِ سفر کا بھی ذکر ہے، مگر سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب میں آیت نہیں پڑھی، بلکہ تربیت فرمائی کہ عقل معاوِن ہے، مَدار نہیں... سمجھ آئے یا نہ آئے، بہر حال کرنا وہی ہے جو آمنہ کے چاند ﷺ نے سکھایا ہے۔

شہرِ حکمت کے دروازے مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ یعنی اگر دینی مسائل کا فیصلہ عقل ورائے سے ہوتا تو مَیں کہتا کہ موزے کے تلے / نچلے حصے کا مسح کرنا زیادہ موزوں ہے (کیونکہ وہ نجاست کے زیادہ قریب ہوتا ہے)... مگر میرا فتوی یہی ہے کہ موزے کے اُوپر والے حصے کا مسح کیا جائے گا؛ کیونکہ میں نے آقا کریم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (سنن ابوداوٗد، حدیث:162)

امام فخر الدین محمد رازی علیہ الرحمہ بہت بڑے مفسّر و محدّث بھی ہیں اور عقلی علوم میں بھی امام کے درجہ پر فائز ہیں۔ ایک روز آپ رو رہے تھے، حاضرین نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے: مَسْئَلَةٌ اِعْتَقَدْتُّهَا مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً تَبَيَّنَ لِيْ فِي السَّاعَةِ بِدَلِيْلٍ لَاحَ لِيْ أَنَّ الْأَمْرَ عَلَى خِلَافِ مَا كَانَ عِنْدِيْ۔ یعنی مَیں نے تیس سال سے ایک معاملے میں اپنی رائے قائم کر رکھی تھی۔ ابھی ابھی دلیل کے ذریعے مجھ پر واضح ہوا ہے کہ حقیقتِ حال میرے تیس سالہ نظریّے کے برعکس ہے۔ فرمانے لگے: رونا اِس بات پر آیا ہے کہ عقل کتنی بے اعتباری چیز ہے! ممکن ہے کہ اب جو سمجھا ہوں کچھ عرصے بعد معلوم ہو کہ یہ بھی درست نہیں ہے۔[1]

(رسائل ابن عربی، رسالۃ إلی الإمام الرازیؒ، ص:185، دار الکتب العلمیۃ)

---

[1] فَبَكَيْتُ وَقُلْتُ: وَلَعَلَّ الَّذِيْ لَاحَ أَيْضًا يَكُوْنُ مِثْلَ الْأَوَّلِ۔ (رسائل ابن عربی)

صاحبِ قربانی کا حکمِ ربّانی پر سب کچھ قربان کرنا

ماہِ ذوالحجہ کا آغاز ہوتے ہی موسمی مینڈکوں کی طرح لبرل / بے دین لوگ سوشل میڈیا پر نمودار ہوتے ہیں اور قربانی کے حوالے سے شکوک وشبہات پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی جانوروں کو ذَبح کرنے کے بجائے صدقہ وخیرات کرنے کا شوق دلا رہا ہوتا ہے، کسی کو غریبوں کی حاجتیں یاد آنے لگتی ہیں، بعض جانوروں کی نسل کُشی کے غم میں مبتلا نظر آتے ہیں... اِن عقل پرستوں کے تمام دلائل کے مفصّل جوابات علما بیان کرتے ہیں... اگر ہم صاحبِ قربانی سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سیرت پر نظر ڈالیں تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی جس ادا کی یادگار کے لیے قربانی کا حکم ہے وہ ادا بھی ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا حکم فرمائے تو بندے کو ہرگز اِس بات کا حق نہیں کہ اُسے اپنی عقل کی کَسوٹی پر پَرکھے، بندہ وہی ہے جو مالک کے حکم پر اپنی عقل سمیت سب کچھ قربان کر دے۔

غور کیجیے! اللہ تعالیٰ نے جب اپنے خلیل کو سیدنا اسماعیل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صورت میں چاند جیسا بیٹا عطا فرمایا تب اُن کی عمر 99 سال تھی۔ ابھی شہزادے کا بچپن تھا کہ حکم ملا: اِسے اور اِس کی والدہ کو حرمِ کعبہ میں چھوڑ دیجیے! حالانکہ اُس وقت یہاں نہ تو زندگی کے آثار تھے، نہ ہی کھانے پینے کی اشیا کا کسی بھی طرح سے انتظام تھا۔[1] پھر شہزادۂ والا شان جوان ہوئے تو ربِّ کریم کی طرف سے حکم آیا کہ اِسے اپنے ہاتھ سے ذَبح کر دیجیے!

اب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احکام کو عقل کے ترازو پر تولنے والے احمقوں سے کوئی پوچھے: کیا عقل مانتی تھی کہ اپنے بچے اور اُس کی والدہ کو ویران جنگل میں چھوڑ دیا جائے... یا عقل اجازت دیتی تھی کہ بڑھاپے کے سہارے، چاند سے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے ذَبح کر دیا جائے؟ مگر پیارے خلیل پر قربان جائیں! اُنھیں ایسے ہی عقلی دلائل کے ذریعے شیطان نے تین بار روکنے کی کوشش کی، مگر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اُسے کنکر مار کر ذلیل کیا... جس کی یاد لاکھوں حاجی 10، 11 اور 12 ذوالحجہ کو تازہ کریں گے... پھر آپ نے ذبح کرنے کے لیے بیٹے کو پیشانی کے بَل لِٹا دیا اور وہ کر گزرے جو اُنھیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ تو ربِّ کریم کی مہربانی تھی کہ اُس نے ندا فرمائی: یٰٓاِبْرٰهِیْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ o ”اے ابراہیم! بے شک آپ نے خواب کو سچ کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں، بے شک یہ ضرور کھلی آزمائش تھی۔“ [الصّٰفّٰت 37:104-106]

خلیلِ جلیل کی یہ ادائے جمیل بارگاہِ ربّ العزّت میں ایسی مقبول ہوئی کہ اُن کی قربانی کا تذکرہ کر کے ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ. ”اور ہم نے بعد والوں میں اُن (ابراہیم) کی تعریف باقی رکھی۔“ [الصّٰفّٰت 37:108] چنانچہ آپ کے بعد ہر آسمانی دین میں آپ کا ذکرِ خیر رہا اور قیامت تک قربانی، نمازِ عید اور تکبیرات وغیرہ کے ذریعے آپ کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔

---

[1] ملاحظہ کریں: سورۂ ابراھیم 14:37

قربانی سے متعلق شریعت کا حکم

جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی کہ شریعت کے حکم کے سامنے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی اجازت نہیں تو اگلی بات یہ ہے کہ کیا شریعت نے قربانی کو لازم قرار دیا ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ قرآن وسنّت کی متعدد نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ نصاب مقیم شخص پر قربانی کرنا لازم ہے، یہ شعائرِ اسلام میں سے ہے اور شرعی عذر کے بغیر اِسے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

ارشادِ ربّانی: خالقِ کائنات نے اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ o۔ ”اے محبوب! بلاشبہ ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں o تو آپ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے o یقیناً آپ کا دشمن ہی ہر خیر سے محروم ہے۔“ [الکوثر 108:1-3]

عملِ نبوی: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: أَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، يُضَحِّيْ كُلَّ سَنَةٍ۔ یعنی امام الانبیا ﷺ مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کے بعد تقریباً دس سال ظاہری حیات شریف میں رہے، آپ ﷺ ہر سال قربانی فرمایا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی: 1507، قال الترمذیّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ، وأخرجه البيهقي في السنن الكبرٰى: 19079 بسندٍ صحيحٍ)

ارشاداتِ مصطفویہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ کونین ﷺ سے روایت کیا: مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَّلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔[1] ”جو گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث: 3123) یہ سخت وعید قربانی واجب ہونے پر واضح دلیل ہے۔

سیدنا مِخْنف بن سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں یہ بھی ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلٰى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةٌ۔ یعنی ”لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی لازم ہے۔“

(جامع ترمذی، حدیث: 1518، حسّنہ الترمذی۔ سنن ابو داؤد، حدیث: 2788۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 3125)

قربانی کے بجائے صدقہ وخیرات کرنے کا شوق دلانے والوں کو اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روایت کردہ اِس ارشادِ نبوی سے سبق حاصل کرنا چاہیے: مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ۔۔۔ یعنی ”عید الاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انسان کا سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی کرنا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، حدیث: 3126، وروی الترمذی معناہ، حدیث: 1493)

---

[1] صحّحه الحاكم ووافقه الذهبي في المستدرك: 7565۔ بعضهم رووه عن سيدنا أبي هريرة موقوفا ورجّحوا وقفه، فهو أيضًا في حكم المرفوع۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

مسلمان کو اپنے دین کی تکمیل کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے اُن کا علم حاصل کرنا فرض ہے، چنانچہ ہر صاحبِ حیثیت مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قربانی سے متعلق ضروری مسائل سیکھے؛ تاکہ یہ شرعی حکم صحیح طریقے سے پورا کرسکے۔ آج مسائلِ قربانی میں سے فقط ایک بات ذکر کی جائے گی: قربانی کس پر واجب ہے؟

وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔[2]

سونے کا اعتبار ہے یا چاندی کا؟ اگر کسی شخص کے پاس صرف سونا ہو، اِس کے علاوہ وہ کسی چیز کا مالک نہ ہو تو 7.5 تولے (87.48 گرام) سونا ہونے کی صورت میں قربانی واجب ہے، البتہ اگر سونے کے ساتھ چاندی / کرنسی یا دیگر چیزیں موجود ہوں تو سونے اور ضرورت سے زائد دیگر تمام چیزوں کی مالیت کو جمع کیا جائے گا، مجموعہ 612 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے۔[3]

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق: زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں دو بنیادی فرق ہیں:

- زکوٰۃ کی ادائیگی صاحبِ نصاب بننے کے ایک سال بعد فرض ہوتی ہے، جب کہ قربانی واجب ہونے کے لیے سال گزرنا شرط نہیں۔ قربانی کے تین دنوں میں کسی بھی وقت مذکورہ بالا شرائط پائی جائیں تو قربانی واجب ہے۔
- زکوٰۃ صرف بڑھنے والے اموال (سونا چاندی بشمول نقدی (Cash) اور سامانِ تجارت) پر لازم ہوتی ہے، جب کہ قربانی واجب ہونے کے لیے بڑھنے والا مال ضروری نہیں۔ قربانی کے نصاب میں بنیادی ضروریاتِ زندگی سے زائد تمام چیزیں شمار کی جاتی ہیں، چاہے وہ زیرِ استعمال ہوں یا نہ ہوں، مثلاً: خالی پلاٹ، ضرورت سے زائد گھر، سواریاں اور ملبوسات، کرایہ پر دیا ہوا مکان، اضافی کتابیں وغیرہ، جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے اُس پر قربانی بھی واجب ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:361۔ بہارِ شریعت، ج:3، ص:334)

وجوب سے متعلق چند اہم مسائل:

☆ قربانی گھر میں صرف ایک شخص یا صرف مَردوں پر ہی واجب نہیں، بلکہ گھر میں جتنے مَرد و عورت صاحبِ نصاب ہوں (مثلاً: بیوی کے پاس زیورات یا نقدی ہو، گھر میں کئی افراد کی آمدن ہو اور سب اپنی اپنی چیزوں کے مالک ہوں تو) سب پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، گھر کا ضروری سامان، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 26 مئی 2025ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 3400 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 178,000 ہزار روپے ہے۔

[3] مزید تفصیل کے لیے لنک پر کلک کیجیے: https://www.daruliftaahlesunnat.net/ur/1046

☆ جو شخص صاحبِ نصاب ہے مگر وقتی طور پر اُس کے پاس نقد رقم (Cash) موجود نہیں، اُس پر کوئی چیز بیچ کر یا قرض (Loan) لے کر قربانی کرنا لازم ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:370۔ فتاوٰی امجدیہ، ج:3، ص:315، مکتبہ رضویہ)

☆ جس شخص نے قربانی کی منت (Vow) مانی ہو اُس پر ہر صورت میں قربانی کرنا واجب ہے، اگرچہ وہ صاحبِ نصاب نہ ہو۔

☆ ذبح سے پہلے قربانی کا جانور مَر جائے یا گم ہو جائے یا اُس میں کوئی بڑا عیب پیدا ہو جائے، تو صاحبِ نصاب پر دوسرا جانور خرید کر ذبح کرنا لازم ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ص:342)

دوسروں کی طرف سے قربانی: سیدِ عالم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا سعادت ہے، اِسی طرح دیگر فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے قربانی کرنا اچھا ہے، لیکن صاحبِ نصاب پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے جانور ذبح کرنے کا اہتمام کرے، پھر حسبِ استطاعت دیگر کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کرے۔

اس حوالے سے مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا عمل لائقِ تقلید ہے، آپ دو مینڈھے قربان کرتے، ایک اپنی طرف سے، ایک شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی طرف سے... اور ارشاد فرماتے: أَمَرَنِي بِهِ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا۔ یعنی "مجھے خود آقا کریم ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے؛ لہٰذا مَیں ہمیشہ ایسا ہی کروں گا۔" (جامع ترمذی، حدیث:1495)

☆ اگر صاحبِ نصاب اپنی طرف سے قربانی نہ کرے اور دیگر گھر والوں کی طرف سے کرے، جیسا کہ بعض لوگوں نے گھر میں باری بنائی ہوتی ہے، تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہو گا۔

☆ صاحبِ نصاب اگر کسی فوت شدہ کی طرف سے نفلی طور پر (اُس کی وصیّت کے بغیر) قربانی کرے تو اُس (صاحبِ نصاب) کا وجوب پورا ہو جائے گا اور مرحوم کو ثواب ملے گا۔[1]

☆ گھر کا سربراہ اپنے گھر والوں میں سے بالغ افراد کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو وجوب ادا ہونے کے لیے اُن سے اجازت لینا ضروری ہے، اجازت نہ لی تو اُن کا وجوب پورا نہیں ہو گا۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ص:334)

گزشتہ سالوں کی قربانی: جس شخص نے گزشتہ سالوں میں قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کی ہو، اُس پر لازم ہے کہ اُس وقت کے ریٹ کے مطابق جانور کی قیمت صدقہ کرے۔ اب اُس کی جگہ قربانی نہیں کر سکتا۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ص:339)

---

[1] لَوْ ضَحّٰى عَنْ مَيِّتٍ وَارِثُهُ بِأَمْرِهِ أَلْزَمَهُ بِالتَّصَدُّقِ بِهَا وَعَدَمِ الْأَكْلِ مِنْهَا، وَإِنْ تَبَرَّعَ بِهَا عَنْهُ لَهُ الْأَكْلُ؛ لِأَنَّهُ يَقَعُ عَلٰى مِلْكِ الذَّابِحِ وَالثَّوَابُ لِلْمَيِّتِ، وَلِهٰذَا لَوْ كَانَ عَلَى الذَّابِحِ وَاجِدَةٌ سَقَطَتْ عَنْهُ أُضْحِيَّتُهُ... (ردّ المحتار، کتاب الاضحیہ، ج:9، ص:554)

حرفِ آخر: احکامِ ربّانی پر عقل کی قربانی

انسانی عقل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، قرآن وسنّت میں اِس سے کام لے کر قدرتِ الٰہیّہ میں غور وفکر کرنے اور ربِّ کریم کی معرفت حاصل کرنے کا شوق دلایا گیا ہے... تاہم یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ عقل کو اُس کی حد میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔

عقل کی حد یہ ہے کہ اِسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کے احکام کے تابع رکھا جائے۔ جیسے سونا تولنے کے چھوٹے سے ترازو پر بھاری بھر کم چیز کا وزن کرنے کی کوشش کی جائے تو ترازو کا کباڑ ہو جاتا ہے، اِسی طرح اِس کمزور عقل کو شریعت کے احکام کے مقابلے میں لایا جائے تو یہ اپنے تئیں بڑا عقل مند بننے والے بے عقل کو لے ڈوبتی ہے۔

اگر کوئی شخص ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرے اور کہے: یہ میری سمجھ سے بالاتر ہیں؛ لہٰذا مَیں اِن پر عمل نہیں کروں گا... تو لوگ اُسے احمق اور دیوانہ قرار دیں گے۔ ملکی قانون ہم جیسے ہی انسانوں نے بنایا ہے، اگر وہ سمجھ میں نہ آئے تو بھی اُس کی تعمیل ضروری ہے، پھر وہ شخص کتنا احمق ہے جو خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ اور رحمتِ عالَم ﷺ کے بنائے ہوئے قوانین کو اِس لیے تسلیم نہ کرے یا اُن پر عمل سے ہچکچائے کہ مجھے اِن کی حکمت سمجھ میں نہیں آئی!

محبوبانِ خدا، خصوصًا صاحبِ قربانی، خلیلِ ربّانی سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مبارک سیرتوں سے سبق ملتا ہے کہ بندے کا کام اپنے مالک کے حکم کے سامنے گردن کو جھکانا ہے، یہی اسلام ہے، اِسی کا نام بندگی ہے اور درحقیقت یہی عقل مندی ہے۔

شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

ہمیں چاہیے کہ عقل پرستی میں مبتلا احمق لوگ... جو شرعی احکام پر اعتراض کرتے ہیں... اُن کی باتوں میں نہ آئیں اور قربانی سمیت شریعت کے لازم کردہ تمام احکام پر دل وجان سے عمل کریں۔

وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔[1]

قربانی سے متعلق مزید شرعی مسائل اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبۂ جمعہ میں ذکر کیے جائیں گے۔

---

[1] 26 مئی 2025ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 3400 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 178,000 ہزار روپے ہے۔

ماہِ ذوالحجہ کے پہلے دس دن اور راتیں بارگاہِ ربّ العزت میں بہت مقبول ہیں۔ حدیثِ مبارک کا مفہوم ہے کہ بندۂ مومن اِس عشرہ میں جو اعمالِ خیر کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عظیم ترین اور محبوب ترین ہوتے ہیں۔(مسند احمد، حدیث:5446، 6154)

ہم پر حق ہے کہ اِن عظیم دنوں اور راتوں کی عطا پر اپنے ربِّ کریم کا بھی شکر ادا کریں اور اِن کی قدر کرتے ہوئے اِن میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں بھی کمائیں۔ چنانچہ اِس عشرہ میں:

1) فرائض کی مکمل پابندی کرنی چاہیے۔

2) گناہوں سے کامل اجتناب کرتے ہوئے گزشتہ جرائم سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔

3) ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے دُعائیں کرنی چاہئیں، بالخصوص یومِ عرفہ (9ذوالحجہ) کی دُعا بہت مقبول ہے۔

4) اِن دنوں میں روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے، خصوصی طور پر غیر حاجی کے لیے یومِ عرفہ کا روزہ بہت بڑے گناہوں کا ذریعہ ہے۔ سیدنا ابو قتادہ حارِث بن رِبعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ۔ یعنی "مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمّید ہے کہ یومِ عرفہ (9ذی الحج) کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کو مٹادے گا۔" (صحیح مسلم، حدیث:1162)

5) زبان کو فضول باتوں سے بچاتے ہوئے ذکرِ الٰہی میں مصروف رکھنا چاہیے، خاص طور پر اِن دنوں میں کلمۂ طیبہ، "اَللّٰہُ اَکْبَر" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

9ذوالحجہ (جمعۃ المبارک، 06جون 2025ء) کی نمازِ فجر سے 13ذوالحجہ (منگل 10جون) کی نمازِ عصر تک شہر میں جماعتِ مُستحبّہ کے ساتھ فرض نماز پڑھنے والے مَرد پر سلام پھیرتے ہی ایک بار بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے اور تین بار پڑھنا افضل ہے۔

- مذکورہ بالا صورت میں بلند آواز سے تکبیر پڑھنا واجب ہے؛ اِس لیے اگر کوئی شخص بلاوجہِ شرعی آہستہ آواز سے پڑھے تو گناہ گار ہے، تاہم عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔
- مَسبُوق (جس شخص کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں) پر بھی فرائض سے فراغت کے بعد یہ تکبیرات بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے۔
- اِن دنوں میں کثرت سے تکبیرات کہنے کی ایک خوب صورت حکمت بیان کرتے ہوئے علما نے لکھا: عید کے ایّام خوشی کے دن ہیں، انسان کی فطرت ہے کہ وہ غفلت یا سرکشی کی وجہ سے خوشی میں دینی حُدود کی پرواہ نہیں کرتا اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، چنانچہ شریعت نے کثرت سے تکبیرات کہنے کا حکم فرمایا؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرکے اور اُسے یاد کرکے غفلت دُور ہو جائے اور تکبر کا خاتمہ ہو۔[1]

---

[1] مِنْ أَعْظَمِ أَسْرَارِ التَّكْبِيرِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ أَنَّ الْعِيدَ مَحَلُّ فَرَحٍ وَسُرُورٍ، وَكَانَ مِنْ طَبْعِ النَّفْسِ تَجَاوُزُ الْحُدُودِ؛ لِمَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ مِنَ الشِّرَّةِ، تَارَةً غَفْلَةً وَتَارَةً بَغْيًا، شُرِعَ فِيهِ الْإِكْثَارُ مِنَ التَّكْبِيرِ؛ لِتَذْهَبَ مِنْ غَفْلَتِهَا وَتَكْسِرَ مِنْ سَوْرَتِهَا۔ (فیض القدیر، تحت:7136)

اللہ تعالیٰ ماہِ ذوالحجہ کی حُرمت و تعظیم کی برکت سے ہماری بخشش و مغفرت فرمائے اور ہمیں اِس مبارک مہینے کی قدر کرتے ہوئے اِس میں کثرت سے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

ربِّ کریم ہمیں عقلِ سلیم سے نوازے اور اُسے شریعت کے تابع رکھتے ہوئے اُس سے بھرپور فائدہ اُٹھا کر اپنی دُنیا و آخرت سنوارنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

خالقِ کائنات غزّہ کے مظلوموں کی مدد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عملی طور پر فلسطینی مسلمانوں کا دست و بازو بننے کی توفیق سے نوازے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ و فساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! خالقِ لم یزل وطن عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!